شراب و قمار

(۲)

از جناب ریاض الحسن صاحب

مغرب میں آج کل ماہرین نفسیات قمار کے متعلق بہت قابلِ قدر تحقیقات کر رہے ہیں جس سے اس کی بُرائیوں پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ WILHELM STEKEL M.D. نے اپنی کتاب PECULIARITIES OF BEHAVIOUR میں قمار اور شراب کے تعلق پر بحث کی ہے۔ اس کتاب کے باب نمبر ۱۲ کو جس کا عنوان GAMBLER (قمار باز) ہے، وہ اس طرح شروع کرتا ہے:

"قمار بازی اور شراب نوشی کے درمیان ایک مناسبت پائی جاتی ہے۔ شراب نوشی کی طرح جوا بھی ذہنی پریشانی اور کشاکش (TENSIONS) کو دُور کرنے کی خاطر کھیلا جاتا ہے۔ لیکن اس کی لگن انسان کی زندگی تباہ کر سکتی ہے۔"

اس نے کارل گروس (KARL GROOS) کا ذکر کیا ہے جو فرائیڈ سے پہلے اس پر بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ شوستر (SCHUSTER) نے مسلسل نظائر اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ جرمنوں میں اس کا شوق اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنی آزادی، اپنے بیوی بچے، اپنے بدن کے مختلف عضو، حتیٰ کہ اپنی زندگی کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اس نے ہندوستان کے راجہ نل کا واقعہ بھی بیان کیا ہے[1]۔ اس باب کے آخر میں لکھتا ہے کہ قمار باز وہ ناامید اور مایوس لوگ ہوتے ہیں جو کسی ایسی فکر میں غلطاں ہوتے ہیں جس کو وہ بھول جانا چاہتے ہیں۔ یا کوئی ناگوار شے ان کے اعصاب پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے جس کو وہ دیکھنا نہیں چاہتے اور اس سے فرار ڈھونڈتے ہیں۔ وہ کہتا ہے:

---

[1] دروپدی کا قصہ بھی مشہور ہے۔ ہندو مذہب کے مطابق جو شخص دیوالی کو جوا نہ کھیلے وہ اگلے جنم میں گدھا پیدا ہوتا ہے۔

" روئے زمین کی تقریباً تمام نسلیں جوا کھیلتی ہیں۔ ہندوستان کے قمار باز اپنا سب کچھ گنوا دیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنی بیویاں بھی۔ چینیوں اور حبشیوں کا بھی یہی حال ہے۔ بعض اوقات تو میں خود بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر مجھے اور دلچسپیاں عزیز نہ ہوں تو میں خود بھی جوئے کے جنون کا شکار بن سکتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ شراب کی طرح تاش وغیرہ کھیلنے میں بھی انسان کا چھپا ہوا کیرکٹر عیاں ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ رحمدل انسان دوسرے کو دکھ پہنچانے میں لطف پانے لگتا ہے۔ شراب کی طرح جوئے میں مصروف ہو کر ایک کم گو انسان بھی باتونی بن جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ قمار ایک نشہ کا سا اثر پیدا کرتا ہے اور اس کیفیت میں انسان اس کھیل کے سوا سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ قمار باز توہم پرست ہوتا ہے اور اپنی ہار جیت کو منحوس یا سعید دن کا اثر خیال کرتا ہے۔ جادوگر کے لیے ٹونے اور ٹوٹکے کی چیزیں جو حیثیت رکھتی ہیں وہی نظریہ ایک قمار باز کا جوا کھیلنے کے سامان کے متعلق ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے بڑے بڑے باعزت اور شریف لوگوں کو جوئے میں دھوکے بازی اور بے ایمانی سے کام لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ جوئے کو جنگ خیال کرتے ہیں اور اس میں فریب کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ دھوکہ نہیں دیتے بلکہ اچانک دھوکہ بازی کر جاتے ہیں۔

اب ہم جوئے اور جنسیات کے باہمی تعلق کی طرف آتے ہیں۔ جو لوگ محبت میں ناکام ہوتے ہیں وہ جوا کھیل کر تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنسیات کا جوئے سے وہی تعلق ہے جو شراب کا ہے۔ شراب کی طرح جوئے میں بھی لواطت (HOMOSEXUALITY) کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ کچھ لوگ بیوی کی رفاقت پر جوئے کے کلب کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو جنسی طور سے کمزور ہوتے ہیں یا اگر ان کی جنسی قوت طاقتور ہوتی ہے تو یہ مختلف عورتوں کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ شراب بھی پیتے ہیں لیکن یہ لوگ کسی عورت کے ساتھ بھی وفا نہیں کرتے اور ڈان وان (DON JUAN) قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر لواطت کے جذبات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں وہ جوئے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اگر کوئی نوجوان منگنی یا شادی کے بعد بھی تاش اور جوئے کی پارٹیوں کو نہ چھوڑے تو یہ ایک بہت بُری نشانی

ہے۔ لواطت اور جوئے کا تعلق سب سے زیادہ گہرا اور عام ہے۔"

کارل ابراہام (KARL ABRAHMM. D) نے اپنے مضمون (THE PSYCHOLOGICAL RELATION BETWEEN SEXUALITY AND ALCOHOLISM) میں بالتفصیل شراب اور لواطت کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ عام لوگ کس طرح شراب کے نشہ میں لواطت میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ صحیح حالت میں لواطت سے نفرت کرتے ہیں[1]۔ ڈاکٹر کیپریو (CAPRIO M.D) نے بھی اپنی کتاب VARIATIONS IN SEXUAL BEHAVIOUR میں اس مسئلہ پر بہت سی مثالیں دے کر وضاحت کی ہے۔ مغربی دنیا میں شراب اور جوئے کے عام ہونے کی وجہ سے لواطت کا بھی طوفان آیا ہوا ہے۔ وہاں عورتوں اور مردوں کی جنسی آزادی کے باوجود لواطت اور غیر قدرتی افعال اتنے عام ہو گئے ہیں کہ بالآخر حکومتوں کو اس پر سے پابندی اٹھانی پڑی ہے ورنہ بصورتِ دیگر آخر کس کس پر مقدمہ چلایا جاتا۔ اب تو یہ حال ہو چکا ہے کہ وہاں بہت سے مرد میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض کی باقاعدہ شادی ہو جاتی ہے۔ مسلمان حکومتوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ شراب اور جوئے کو بڑے جرائم کی فہرست میں شامل کریں اور ان کی روک تھام کا پورا پورا بندوبست کریں تاکہ اسلامی معاشرہ ان اخلاقی گراوٹوں کے طوفان سے محفوظ رہ سکے۔

شٹیکل (STEKEL) اپنی کتاب کے آخری باب میں لکھتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد جوا وبا کی طرح پھیل گیا۔ اور اس کے ساتھ نشہ کا شوق بھی وبا کی مانند لوگوں پر مسلط ہو گیا۔ جن ملکوں کو شکست ہوئی تھی ان میں جوئے کی وبا زیادہ شدید تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ جوئے کے بھوت (DEMON) کے قبضہ میں ہیں[3]۔ ان ملکوں کے کونے کونے میں بنک اور ایکسچینج کے دفتر کھل گئے تھے جو جواریوں کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ پچاس فیصد لوگ ایکسچینج پر جوا اور سٹہ کھیلتے تھے۔ اس کام میں ڈاکٹر، وکیل، کلرک، خوش وضع عورتیں، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غرض سب ہی مصروف نظر آتے تھے۔ اس جوئے کے جنون کا اصل سبب محنت اور کام سے نفرت اور فرار تھا جس نے

---

[1] SELECTED PAPERS OF KARL ABRAHM M.D.

[2] PECULIARITIES OF HUMAN BEHAVIOUR PP. 316-318

[3] قرآن نے جوئے اور شراب کو شیطان کا عمل کہا ہے اور ہر سنجیدہ انسان کو یہ شیطانی عمل ہی دکھائی دیتے ہیں۔

میں امریکہ میں پابندیٔ شراب کے قانون نافذ کیے جا رہے تھے اور ان پر عمل کرانے کی کوشش کی جا رہی تھی عوام شراب اور جوئے کے ذریعہ اپنی دولت اور صحت دونوں کو داؤ پر لگا رہے تھے۔ نئے نئے ناچ گھر او شراب کی دکانیں جگہ جگہ کھل رہی تھیں۔ لیڈر عوام کی ناراضگی کے ڈر سے بے دست و پا تھے کہ کہیں ہماری حکومت پابندیٔ شراب کی وجہ سے غیر مقبول نہ ہو جائے۔ اسی کتاب کی پہلی جلد میں اس نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ شراب کے نشہ میں سفلی جذبات کو اُبھرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور اعداد وشمار سے یہ بات آتش زنی اور عورتوں پر مجرمانہ حملوں کے معاملات سے واضح کی ہے کہ کس طرح شراب آتش زنی کے جذبات اُبھارنے کا ذریعہ بنتی ہے"[1]

پھر یہی مصنف مزید لکھتا ہے کہ جنگ کے بعد محنت سے جی چرانے کی بیماری ناقابل یقین حد تک پھیل گئی۔ شرم وحیا صفر ہو گئی ... روحانی زندگی پیچھے ہٹ گئی۔ جبلتوں کا دَور دورہ شروع ہو گیا ... اگرچہ جُوا کھیلنے والے اپنی مجبوری یہ بیان کرتے ہیں کہ آمدنی یا پنشن میں ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا یہ کہنا صرف بہانہ سازی کی بنا پر ہوتا ہے اور اصل سبب ان کا محنت سے جی چُرانا ہوتا ہے[2]۔ عورتیں بھی جوئے کے ذریعہ بغیر محنت کے پیسہ حاصل کرنا چاہتی ہیں یا عصمت فروشی کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ وہ گناہ کے بغیر خوشی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں بلکہ بغیر کام اور محنت کے مسرت اور انبساط کی تلاش میں رہتی ہیں[3]۔

مندرجۂ بالا بیانات کی روشنی میں یہ اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ رشوت ستانی کی ذہنیت بھی قمار بازی سے ملتی جلتی ہے۔ رشوت بھی ایک قسم کا جُوا ہوتا ہے۔ دونوں میں انسان ایک داؤ لگاتا ہے اور جلدی سے جلدی امیر بننے کے شوق میں نقصان کا خطرہ مول لے لیتا ہے۔ ایک قمار باز کے لیے رشوت میں ملوث ہونے کا امکان اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جو جوئے سے نفرت کرتا ہو۔ اسلام نے رشوت اور جوئے دونوں کو حرام قرار دیا ہے اور دونوں ہی باطل طریق پر مال حاصل کرنے کے طریقے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اسلام صرف محنت اور کام کو ہی صحیح طریقہ سمجھتا ہے۔ جُوئے کو خلافِ قانون قرار دینے سے رشوت ستانی میں بھی

---

[1] PECULIARITIES OF HUMAN BEHAVIOUR

[2] کتاب مذکور ص ۳۱۷

[3] کتاب مذکور ص ۳۱۸

کمی کا قوی امکان ہے۔

جوئے کی طرح شراب کا استعمال بھی زندگی سے فرار کو ظاہر کرتا ہے۔ پروفیسر فلوئڈ روش (FLYOD. RUCH) اپنی کتاب PSYCHOLOGY AND LIFE میں صفحہ ۴۹۷ پر لکھتے ہیں: "لوگوں کے شراب استعمال کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ جسم کو اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ اس لیے پی جاتی ہے کہ وقتی طور پر زندگی کی ناامیدیوں سے فرار مل جاتے۔" ہم دیکھتے ہیں کہ بالکل اسی طرح استھانوں پر چڑھاوے چڑھانے یا فال گیری میں بھی وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو زندگی کی ناامیدیوں اور مایوسیوں کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکتے اور عقل و ہمت سے کام لینے کے بجائے فرار کا راستہ یا ڈھکوسلوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں اور درحقیقت خود کو دھوکہ دیتے ہیں۔

فال اور بتوں پر نذر ماننے کی تحرک بھی مایوسی ہی ہوتی ہے۔ یہی مایوسی انسان کو بسا اوقات شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ کالج کے زمانے میں میرے ایک مسلمان کلاس فیلو بیمار ہوئے اور ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تو یاس کی حالت میں ہندو عورتوں کے کہنے سے ان کی والدہ نے تلسی کی پوجا تک کر ڈالی۔ اگرچہ بعد میں وہ اس پر نادم ہوئیں۔ غیر اللہ کی طرف امید کا دامن مایوس لوگ ہی پھیلاتے ہیں کہ شاید اس طرح ان کی مصیبتوں کا مداوا ہو جائے۔ فال کے پیچھے بھی ایسے ہی لوگ پڑے رہتے ہیں۔

مایوسی کے اس غلط اور ذہنی فرار کے ان تمام تباہ کن اور احمقانہ اعمال کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ اسلام کے نظریۂ حیات میں یاس اور قنوطیت کی قطعاً گنجائش نہیں۔ حکم خداوندی ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر۔ ۵۳) "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو" حضرت ابراہیمؑ کی زبانِ مبارک سے کہلوایا جاتا ہے۔ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (الحجر۔ ۵۶)۔ "گمراہوں کے سوا اور کون اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوا کرتا ہے"۔

مسلمانوں کا نظریۂ حیات کافروں سے بالکل مختلف ہے۔ مومن اس زندگی کو حقیقی نہیں سمجھتا بلکہ اسے آخرت کی کھیتی جانتا ہے اور اسے ایک امتحان قرار دیتا ہے جس کے نتائج آخرت کی حقیقی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ مومن ہر مشکل کو ابتلا و امتحان سمجھتا ہے اور جد و جہد کی زندگی سے جی نہیں چراتا۔ نامساعد حالات سے مایوس ہو کر شراب جوئے ٹونے ٹوٹکے اور غیر اللہ کا سہارا لینے کے بجائے وہ رجوع الی اللہ کرتا ہے اور کوشش کا حق ادا کرنے کے ساتھ

ساتھ راضی برضائے الٰہی رہتا ہے۔ حتیٰ کہ موت کی خبر بھی اس کے لیے مایوس کن نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس اس کی تو زندگی ہی شہادت کی تمنا میں گزر جاتی ہے ؎

کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

قائد اعظمؒ نے ایک مرتبہ فرمایا "میرے ہادی اور آقا کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کو انتہائی مصائب و مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمان کو تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب وہ مصیبتوں، مشکلوں، طوفانوں اور آندھیوں میں گھر جائے تو غیر اللہ سے رشتے توڑ کر اپنے خدا کی طرف رجوع کرے کیونکہ وہی مصیبتوں کو راحتوں میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔"

دریں حالات اسلام میں شراب جوئے، بتوں کے تھان، فال وغیرہ کا حرام ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو خاص الہامی مذاہب کے سوا دوسرے معاشروں میں بُرا خیال نہیں کیا جاتا۔ یہ اشیاء لادین معاشروں کا جزوِ لاینفک بن کر رہ گئی ہیں۔ قرآن نے ان چاروں چیزوں کو اکٹھا بیان کر کے ان کا آپس میں تعلق ظاہر کیا ہے۔ (باقی)